نقش آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

راشد الحق سمیع حقانی

''حدود آرڈیننس'' پر تنقید کس کے اشاروں پر؟

اسلامی نظریہ پر قائم مملکت خداداد پاکستان میں ان دنوں حدود اللہ کا مذاق بیدردی کے ساتھ اڑایا جارہا ہے اوران قوانین پراس طرح بلاخوف وخطر تنقید کی جارہی ہے جیسے یہ مسلمانوں کی ریاست نہ ہو بلکہ یہ یہود ونصاریٰ کی کوئی اسٹیٹ ہو۔دراصل ''حدود آرڈیننس'' پر بلاجواز تنقید نصابِ تعلیم سے اسلامی افکار ونظریات واثرات کا صفایا کرانا اور دینی مدارس کی مخالفت سمیت تمام ایسی کوششیں جوان دنوں اپنے عروج پر ہیں اور یہ کوششیں ایک خاص منصوبے کے تحت سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر ہورہی ہیں اوراس لئے ہورہی ہیں کہ ہمارے معاشرے پران عوامل اوران قوانین کی وجہ سے کچھ نہ کچھ اثرات جومرتب ہیں وہ بھی جڑ سے اکھڑے جائیں' تاکہ روشن خیالی کے وبال کے لئے راستے کی تمام رکاوٹیں دور ہوسکیں اور پاکستانی معاشرہ بھی کچھ ہی عرصہ بعد سیکولرازم اور مغربی ثقافت کی اندھی کھائی میں جاگرے۔ جس طرح کہ عالم اسلام کے اکثر ممالک اوران کے معاشرے عصر حاضر میں مغربی سیکولرازم کے حصار میں محصور ہوگئے ہیں۔ایک پاکستان ہی ایسا ملک ہے جہاں پراب تک اسلامی نظام اوراس کی تہذیب وتمدن سے محبت کرنے والوں کی ایک بڑی تعداداب بھی اس بات کی متمنی ہے کہ جس نظریہ کی بناء پر پاکستان کا حصول ہوا تھااسی نظریہ کے مطابق وہ نظام زندگی اوراپنے معاشرے کوتشکیل دیں۔لیکن گزشتہ ۵۷۔۵۸ برس سے اس اکثریت پراقلیتی طبقے نے حکمرانی اور ناجائز اختیارات کے ذریعے اپنا تسلط قائم کیا ہوا ہے بلکہ ماضی کے تمام حکمرانوں نے یہی کوششیں کی ہیں کہ کسی نہ کسی طریقہ سے اسلامائزیشن کا برائے نام عمل بھی روکا جائے ماسوائے ایک دوحکمرانوں کے جنہوں نے اسلامائزیشن کیلئے کچھ نہ کچھ قوانین بنائے اورانہیں آئینی تحفظ بھی فراہم کیا۔لیکن موجودہ حکومت سے یہ قوانین بھی ہضم نہیں ہورہے اسی لئے اس حکومت اور سیکولر طبقے کوان کی مخالفت کا مروڑ گاہے گاہے اٹھتا ہے اور وہ ''ملاّ'' اوراس ''حدود آرڈیننس'' کی مخالفت کی آڑ میں اللہ اور رسولؐ اور دین اسلام کے طریقہ کار کونشانہ بنانا چاہتے ہیں۔یہ طبقہ اس کوشش میں ہے کہ روشن خیالی اور ماڈرن ازم جو کہ دین الٰہی جواکبر بادشاہ کا نظام حکومت تھااسی کے نفاذ کے متمنی ہیں۔جوایسا سیکولر نظام تھا جس کے سامنے مغربی معاشرہ بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔اس تمام گھناؤنی سازش میں جہاں حکمران سرفہرست ہیں وہیں کچھ نام نہاد این جی اوز اورایک بڑا ذرائع ابلاغ کا ادارہ بھی شامل ہے۔جس کے اخبارات اور TV چینل ان دنوں حدود اللہ پر بحث ومباحثے کی آڑ میں تابڑتوڑ حملے کررہے ہیں اوراس بیباکی اور ڈھٹائی اور غیر محتاط انداز میں اللہ تعالیٰ کے حدود پر غیر سنجیدہ افراد کو بٹھا کرایسی خلط ملط بحث کی جارہی ہے کہ ہرلمحہ یہ خوف دامن گیر ہوا جارہا ہے کہ کہیں اس گستاخ اور مادر پدر آزاد میڈیا کے باعث کہیں ہم پر آٹھ اکتوبر والا حادثہ دوبارہ نہ لوٹ آئے۔ہم نے اس المناک

حادثہ سے بھی کوئی سبق نہیں سیکھا' وہی روشن خیالی کی اندھی شاہراہ ہے جس پر ہمارے حکمران اوراس کے ایجنٹ دوڑتے چلے جارہے ہیں۔انہیں اندازہ نہیں کہ اس کا انجام ماسوائے ناکامی اور رسوائی کے کچھ بھی نہیں۔

''حدود آرڈیننس'' بڑی کوششوں اور کئی دہائیوں کی جدوجہد کے بعد معرضِ وجود میں آیا ہے۔اوراس کی ایک ایک شق اورایک ایک سطر پراکابرین امت نے اپنا خون پسینہ بہا کراور سوچ وبچار کرکے اسے تیار کیا ہے۔اس میں سقم اورنقصان اورکمی کی گنجائش تقریباً ناپید ہے۔اگر کہیں سقم اور کمی ہے تو وہ انتظامیہ' پولیس اور عدلیہ کے اداروں کی وجہ سے ہے۔یہ تین عوامل ایسے ہیں جن کے باعث پاکستان کے تمام قوانین بے معنی ہیں اوران کے نفاذ اوران پرعمل درآمد کے راستے میں یہی تینوں ادارے کارفرما ہیں۔اب ان اداروں اور انکے طریقہ کار کی ناکامی کا ملبہ ''حدود آرڈیننس'' پر کیوں گرایا جارہا ہے؟ باقی ملکی قوانین کے بارے میں کیوں یہ طبقہ مہر بہ لب ہے؟ کیا ملک وملت کا سب سے بڑا مسئلہ ''حدود آرڈیننس'' کی ''اصلاح'' ہے؟ کیا ان دنوں ملک کا بڑا ایشو پرویز مشرف کی وردی کا نہیں؟ اس پر یہ ادارہ کیوں نہیں بولتا؟ وزیرستان اور بلوچستان کی دگرگوں حالت پر کیوں قوم کے سامنے صحیح تصویر پیش نہیں کی جارہی؟ فوجی آمریت کے خلاف رائے عامہ کو یہ ادارہ کیوں ہموار نہیں کررہا؟ مہنگائی اورغربت جیسے دہکتے مسائل پر آخر یہ ادارہ کیوں گنگ ہے؟ مغربی ثقافت کو پھیلانے والا یہ ادارہ دراصل ہمیشہ سے ہی مغرب اورفوجی آمروں کا حمایتی ہے اوراس بحث ومباحثے اوراشتہارات کیلئے بھی کروڑوں ڈالروں کی گرانٹ خصوصی طور پراس ادارہ کوفراہم کی گئی ہے۔ورنہ اس بے وقت راگنی کا مقصد تو بظاہر کچھ بھی نظر نہیں آرہا۔یہاں ان علماء پر بھی ہمیں افسوس ہے جو بلا سوچ وسمجھ ان پروگراموں میں شریک ہوئے اورانہوں نے بھی ''حدود آرڈیننس'' کی مخالفت میں جاری پروپیگنڈے میں کچھ نہ کچھ رنگ دانستہ یا غیردانستہ طور پر بھرنے کی کوشش کی ہے۔ان جیسے جہاں دیدہ علماء اور دانشوروں کے انٹرویوز اور پروگرامز دیکھ کر ہر دینی مزاج رکھنے والے شخص نے ان کا بُرا منایا ہے۔ہمارے علماء کو بھی چاہیے کہ وہ ان جیسے سیکولر اداروں کے عزائم کو پڑھا کریں' بغیر سوچ وسمجھ ہر پروگرام کی زینت اور شمع محفل نہ بنیں۔یہ بازی گر پوچھتے ایک ہیں اور بتلاتے کچھ ہیں۔ ع سادگی اپنوں کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ

یہاں دینی صحافت کو بھی خراج تحسین پیش کرنا بھی ضروری ہے کہ جنہوں نے اس سازش کو بھانپتے ہوئے فوری طور پراس کے خلاف اپنے ردعمل کا اظہار کیا۔باقی متحدہ مجلس عمل سے وابستہ ارکانِ پارلیمنٹ نے اس سلسلے میں کچھ اہم کردار ادا نہیں کیا جتنا کہ ان پر فرض تھا۔''حدود آرڈیننس'' انہی کے بزرگوں کی محنت کا نتیجہ تھا جواب داؤ پر ہے۔ایم ایم اے والوں کی ساری تگ ودو بجٹ سیشن میں بھرپور شرکت کرنا اوردال مصالحہ کی مباحث تک محدود تھا۔اسی لئے تو حکمرانوں اوراس طبقے کو' حدود آرڈیننس'' پر تنقید کا موقع مل رہا ہے کہ ''پاسبان امت'' ٹی اے ڈی اے بنانے' مغربی جمہوریت کی بحالی اورڈبل روٹی کے نرخوں میں دلچسپی لے رہے ہیں۔

ع یہ ناداں گر گئے سجدہ میں جب وقت قیام آیا